آیاتہا ۴۵ ﴿ سورۃ فاطر مکیۃ ۳۵ ﴾ رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، امام بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فاطر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ملائکہ مکی ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورۂ ملائکہ ایک رکعت میں پڑھا کرتا تھا۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے بنایا ہے فرشتوں کو پیغام رساں جو پردار بازوؤں والے ہیں، کسی کے دو، کسی کے تین اور کسی کے چار۔ وہ زیادہ کرتا ہے بناوٹ میں جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے"

امام ابوعبید نے فضائل، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ دو بدو ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے۔ ایک نے کہا اَنَا فَطَرْتُهَا میں نے اس کنویں کو شروع کیا تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے بنانے والا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی فَاطِرِ کا لفظ ہے اس کا معنی پیدا کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بندوں کی طرف رسول بنانے والا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاطِرِ کا معنی خالق نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا فرشتہ کے دو پر، بعض نے کہا تین پر اور بعض نے کہا فرشتہ کے چار پر ہوتے ہیں۔(3)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 5، صفحہ 472، دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی طلب العلم، جلد 2، صفحہ 258 (1682)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں کے دو تین سے لے کر بارہ تک پر ہوتے ہیں۔ اس میں طاق پر یہ ہیں: تین اور پانچ۔ جو ترازوؤں پر فرشتے مقرر ہیں دو قسم کے ہیں۔ اصحاب موازین کے پر دس دس ہوتے ہیں۔ ملائکہ کے پر دو تین ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل امین کے چھ پر ہوتے ہیں، ایک مشرق میں، ایک پر مغرب میں، دو پر کچھ کہتے ہیں اس کی پشت پر اور کچھ کہتے ہیں ان کے پاؤں میں ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پروں اور ان کی صورت میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کی آواز اچھی بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں امام زہری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی آواز اچھی بنا دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابو ریاح کو اذان دیتے ہوئے سنا تو کہا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا رزق اس کی آواز میں رکھے تو وہ ایسا کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آنکھوں میں حسن رکھ دیتا ہے۔(2)

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾ وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾

"جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے، تو اسے کوئی دینے والا نہیں اس کے روکنے کے بعد اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اے لوگو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا اللہ کے بغیر کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے سوا (اس سے) منہ پھیر کر کدھر جا رہے ہو (اور اے حبیب!) اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا اور (آخر کار) اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جاتے ہیں"۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 135 (115)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (116)

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے جو توبہ کا دروازہ کھولتا ہے اور وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ تو وہ توبہ نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح یہ آیت ہے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران:128)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ رَّحْمَةٍ سے مراد بھلائی ہے۔ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا یعنی کوئی آدمی اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے رَّحْمَةٍ کا معنی بارش نقل کیا ہے: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب اس رات کی صبح کرتے ہیں جس رات بارش ہوئی ہوتی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کرتے تو کہتے ہم پر توفتح سے بارش ہوئی۔ پھر اس آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ کی تلاوت کرتے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ کی چار آیات ایسی ہیں جب میں انہیں پڑھ لیتا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں کیسے صبح کرتا ہوں اور کیسے شام کرتا ہوں۔ وہ یہ آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ دوسری وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ...... فلا راد لفضله (الانعام:17) تیسری سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۠ (الطلاق) چوتھی وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود:6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ محمل کی سواری کے بارے میں کہا کرتے: اللہ کی قسم! یہ رحمت ہے جو لوگوں کے لیے کھولی گئی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان سے رزق بارش ہے اور زمین سے رزق نباتات ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

”اے لوگو! (یاد رکھو) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہیں یہ دنیوی زندگی اور نہ فریب میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

مبتلا کر دے تمہیں اللہ کے بارے میں وہ بڑا فریبی۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو۔ وہ فقط اس لیے (سرکشی کی) دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ جہنمی بن جائیں۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دنیاوی زندگی میں دھوکہ یہ ہے کہ دنیا سے دھوکہ کیا جائے اور آخرت سے غافل ہو جائے۔ انسان پر لازم ہے کہ اس کے لیے تیاری کرے اور اس کے لیے کام کرے جس طرح بندہ اس وقت کہتا ہے جب آخرت میں پہنچ جاتا ہے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ (الفجر) اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں دھوکہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا یہ قول نقل کیا ہے اس سے دشمنی کرو کیونکہ ہر مسلمان پر شیطان سے دشمنی لازم ہے۔ اس کی دشمنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے شیطان سے دشمنی کرے۔ حِزْبَهٗ سے مراد اس کے دوست ہیں۔ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ یعنی انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جاتے۔ یہی شیطان کی عداوت ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والے جہنمی ہیں۔ انسانوں میں سے یہی اس کے دوست ہیں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ (المجادلہ 19) کہا حِزْبَهٗ سے مراد ان لوگوں سے دوستی ہے جن سے شیطان دوستی کرتا ہے اور وہ شیطان سے دوستی کرتے ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی مَّغْفِرَةٌ، اَجْرٌ كَبِیْرٌ اور رزق کریم کا ذکر ہے اس سے مراد جنت ہے۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾

''پس کیا وہ شخص جس کے لیے مزین کر دیا گیا ہے اس کا برا عمل اور وہ اس کو خوبصورت نظر آتا ہے (اس کے لیے آپ آزردہ کیوں ہوں) بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ پس نہ گھلے آپ کی جان ان کے لیے فرط غم سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو (کرتوت) وہ کیا کرتے ہیں''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 139، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا سے مراد ہمارے اعمال ہیں جو وہ حرام کاموں میں سے کوئی کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ اس پر حرام ہے۔ اگر وہ بدکاری کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ وہ حرام ہے۔ اگر کسی انسان کو قتل کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اس آیت کا مصداق اہل ملل ہیں جو یہودی، نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔ میرا خیال ہے خوارج بھی انہیں میں سے ہیں کیونکہ ایک خارجی اکیلا تلوار لے کر اہل بصرہ پر چڑھائی کر دیتا ہے جب کہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا اور بصرہ والے اسے قتل کر دیں گے۔ اگر اس کا یہ دین نہ ہوتا تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! شیطان نے ان کے لیے گمراہیوں کو مزین کیا۔ اس لیے ان پر غم کا اظہار نہ کریں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ کا مصداق مشرک ہے۔ کہا فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (الکہف:6) کی طرح ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ دِيْنَكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو ہدایت عطا فرمائی اور ابو جہل کو گمراہ قرار دیا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

"اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو، پھر ہم لے جاتے ہیں بادل کو مردہ شہر کی طرف پھر ہم زندہ کر دیتے ہیں اس بادل (کے مینہ) سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد۔ یونہی (انہیں) قبروں سے اٹھایا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مردہ زمین کو اس پانی سے زندہ کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو زندہ کرے گا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صور پھونکنے والا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا۔ پھر اس میں پھونکے گا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے زمین و آسمان کے اندر کوئی چیز باقی نہ بچے گی مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی جیسی بھیجے گا۔ تو اس پانی سے انسانوں کے جسم اور گوشت یوں اگیں گے جیسے زمین سے چیزیں اگتی ہیں۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 142

marfat.com
Marfat.com

آیت تلاوت کی وَاللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ دونوں نفخوں کے درمیان وہ کچھ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک فرشتہ اٹھے گا، اس میں پھونکے گا تو ہر روح اپنے جسم میں چلی جائے گی۔(1)

امام طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو رزین عقیلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ پوچھا کیا تو بنجر زمین کے پاس سے نہیں گزرا پھر تو اس کے پاس سے نہیں گزرا جب وہ سرسبز و شاداب تھی اور جھوم رہی تھی؟ بتایا کیوں نہیں۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے اسی طرح دوبارہ اٹھانا ہوگا۔(2)

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعِزَّۃَ فَلِلّٰہِ الۡعِزَّۃُ جَمِیۡعًا ؕ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُہٗ ؕ وَ الَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ؕ وَ مَکۡرُ اُولٰٓئِکَ ہُوَ یَبُوۡرُ ﴿۱۰﴾

"جو عزت کا طلب گار ہو (وہ جان لے) کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ فریب کاریاں کرتے ہیں برے کاموں کے لیے ان کے لیے شدید عذاب ہے اور ان کا مکر (وفریب) تباہ ہو کر رہے گا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعِزَّۃَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو آدمی بتوں کی پوجا سے عزت چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عزت حاصل کرے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم تمہارے سامنے کوئی بات کریں گے تو کتاب اللہ میں سے اس کی تفسیر لائیں گے۔ بندۂ مسلم جب سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ اور تَبَارَکَ اللّٰہُ کہتا ہے تو ایک فرشتہ ان کلمات کو لے لیتا ہے، اپنے پروں کے نیچے انہیں رکھتا ہے۔ پھر انہیں آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ ان کلمات کے کہنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ۔(4)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور عمل صالح سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ جس نے فرائض کی ادائیگی میں اللہ کا ذکر کیا اس فرض پر اللہ کا ذکر رکھ دیا جائے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور جس نے اللہ کا ذکر کیا اور فرائض کو ادا نہ کیا جبکہ اس کا کلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 11، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 142
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 143

marfat.com
Marfat.com

اس کے عمل پر ہوگا اس کا عمل اس کا زیادہ مستحق تھا۔

امام آدم بن ابی ایاس، امام بغوی، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی بارگاہ میں پاکیزہ کلمہ جاتا ہے۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دعا ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمل صالح پاکیزہ کلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جاتا ہے، قول عمل کے سامنے آتا ہے۔ اگر قول عمل کے موافق ہو تو اسے بلند کیا جاتا ہے، ورنہ اسے رد کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عمل صالح، پاک کلام کو بلند کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمل صالح پاکیزہ کلام کو لے جاتا ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ کو بجالاتا ہے جب کہ اس کے باقی ماندہ کو ضائع کر دیا۔ شیطان اسے لگاتار آرزوئیں دلاتا رہتا ہے اور اس کے لیے اس عمل کو مزین کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھتا۔ اپنے اعمال کرنے سے پہلے یہ دیکھو کہ تم کس چیز کا ارادہ رکھتے ہو۔ اگر تو وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو اسے کر گزرو۔ اگر کسی اور کے لیے ہو تو اپنے نفس کو مشقت میں نہ ڈالو کیونکہ تمہارے لیے کوئی چیز بھی نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے۔ جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی قول عمل کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ حضرت حسن بصری نے کہا عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ قول قبول فرماتا ہے۔(3)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو عمل کرنے والے کے لیے بلند فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایمان آرزوئیں کرنے اور خلوت اختیار کرنے کا نام نہیں بلکہ اس کا نام ہے جو دلوں میں ثبت ہو اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔ جو اچھی بات کرے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 144 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 144

marfat.com
Marfat.com

غیر صالح عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کا قول رد فرما دیتا ہے۔ جو اچھی بات کرے اور عمل صالح کرے، عمل اس بات کو بھی بلند کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن شیبہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ سے مراد ریا کرنے والے ہیں اور ریا کرنے والوں کے عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کیے جائیں گے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیۡنَ یَمۡکُرُوۡنَ سے مراد ریا کار ہیں اور مکر سے مراد ریا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَمۡکُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ یعنی ریا کاری کرتے ہیں۔ وَ مَکۡرُ اُولٰٓئِکَ ہُوَ یَبُوۡرُ یہ ریا کار ہیں؟ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند نہیں ہوگا۔(3)

امام ابن زید رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ اس سے مراد مشرک ہیں، ان کا مکر انہیں نفع نہیں دے گا اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے بلکہ یہ انہیں نقصان دے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ برے عمل کرتے ہیں اور ان کا عمل فاسد ہو جائے گا۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ آخرت میں اس پر کوئی ثواب نہیں ہوگا۔

وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِہٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِہٖۤ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہیں مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں بنا دیا جوڑے جوڑے۔ اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کو اس کا علم ہوتا ہے۔ اور نہ لمبی زندگی دی جاتی ہے کسی طویل العمر کو اور نہ کم رکھی جاتی ہے کسی کی عمر مگر (اس کی تفصیل) کتاب میں درج ہے۔ بیشک یہ بات اللہ کے لئے بالکل آسان ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور آپ کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ کی تفسیر

1۔ شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان ونقصانہ، جلد 1، صفحہ 80(66)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال لا تقطع المرأۃ الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 258(8760)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

میں یہ قول نقل کیا ہے: کوئی انسان ایسا نہیں جس کی لمبی عمر اور زندگی کا فیصلہ کیا گیا ہو تو وہ اپنی مقدر کی گئی عمر تک نہ پہنچا ہو، وہ اس عمر تک ضرور پہنچتا ہے جو اس کے حق میں مقدر کی گئی ہو۔ بے شک وہ اس لکھی اجل تک پہنچتا ہے جو اس کے حق میں مقدر کی گئی ہوتی ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا جاتا اور کوئی ایسا آدمی نہیں جس کے حق میں چھوٹی عمر کا فیصلہ کیا گیا ہو تو وہ اپنی عمر تک نہ پہنچنے والا ہو، وہ ضرور اس لکھی ہوئی اجل تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ کا یہی مفہوم ہے یعنی یہ سب کچھ اس کے ہاں کتاب میں موجود ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام لوگ ایک عمر پر پیدا نہیں کئے گئے، اس کی ایک عمر ہے اور اس کی ایک عمر یہ عمر اس کی عمر سے کم ہے۔ یہ اس کے بارے میں لکھی ہوئی ہے اور آدمی اپنی لکھی ہوئی عمر تک پہنچنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر دن جو دنیا میں انسان گزارتا ہے تو اس کی زندگی سے وہ کم ہو جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہر دن جس کی اس کی عمر سے نفی کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں لکھا ہوا ہے ہر دن نقصان میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے العظمة میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: صحیفہ کے آغاز میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس کی یہ یہ عمر ہے۔ پھر اس کے نیچے یہ لکھا جاتا ہے ایک دن چلا گیا۔ دو دن چلے گئے یہاں تک کہ اس کی عمر کا اختتام آجاتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حسان بن عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہر دن اور رات جو گزر جاتی ہے تو وہ اس کی عمر میں سے کم ہوتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر آدمی کی عمر اس کے ماں کے پیٹ میں لکھ لی جاتی ہے جس روز اس کی ماں اسے جنتی ہے اس وقت سے وہ مقررہ عمر تک پہنچنے والا ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں تمام لوگ ایک ہی عمر پر پیدا نہیں کیے گئے۔ اس کی ایک عمر ہے، دوسرے کی دوسری عمر ہے جو پہلے کی عمر سے کم ہے۔ ہر ایک کی عمر لکھی ہوئی ہے اور وہ اپنی عمر تک پہنچنے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کرتے ہیں: کہا کیا تو لوگوں کو یہ نہیں دیکھتا کہ ایک انسان سو سال تک زندہ رہتا ہے اور دوسرا ولادت کے وقت مر جاتا ہے۔ اس آیت کا یہی مقصود ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کوئی مخلوق نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کی مکمل عمر لکھ لیتا ہے جو دن اور رات اس پر گزرتا ہے وہ بھی لکھ لیا جاتا ہے کہ فلاں کی عمر میں اتنے اتنے دن کم ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کمی کے ساتھ وہ اس مقدار کو پورا کر لیتا ہے جو اس کے حق میں لکھی ہوتی ہے۔ اس کی تمام عمر بھی کتاب میں ہے اور جو اس میں کمی ہو رہی ہے وہ بھی کتاب میں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 145، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 146 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 145

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی مسلم خراسانی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: کہ کسی انسان کی عمر سے ایک دن، ایک ماہ اور ایک ساعت نہیں گزرتی مگر وہ لکھی ہوئی محفوظ اور معلوم ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جہاں تک عمر کا تعلق ہے ساٹھ سال ہے۔ جس کی عمر کم ہوتی ہے وہ وہ ہے جو ساٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کی عمر اس کی ماں کے پیٹ میں لکھ لی جاتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جن بچوں کو رحمیں نامکمل باہر پھینک دیتی ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہو جاتا ہے تو پینتالیس یا چالیس دنوں کے بعد فرشتہ نطفہ پر داخل ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ کہتا ہے بدبخت یا سعادت مند، مذکر یا مؤنث؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تو دونوں چیزیں لکھ لی جاتی ہیں۔ پھر اس کا عمل، رزق، عمر، اثر اور مصیبت لکھ لی جاتی ہے پھر صحیفہ کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اس میں نہ اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ اس میں کمی کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام نسائی اور ابو الشیخ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ نے یہ دعا کی اے اللہ! مجھے میرے خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ حضرت ابوسفیان اور میرے بھائی حضرت معاویہ کی زندگیوں سے لطف اندوز کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے بیان کی گئی عمروں، شمار کیے گئے دنوں اور تقسیم شدہ رزقوں کا سوال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وقت آنے سے پہلے کسی شے کو جلدی نہیں لائے گا۔ اور وقت آنے کے بعد اسے مؤخر نہیں کرے گا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی تو یہ بہتر اور افضل ہوتا۔

امام خطیب اور ابن عساکر حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے دو بھائی تھے جو دو شہروں پر بادشاہ تھے۔ ایک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل کرتا جبکہ دوسرا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زیادتی کرتا اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا۔ ان دونوں کے زمانہ میں ایک نبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ اس نیک بادشاہ کی عمر میں سے صرف تین سال باقی رہ گئے ہیں جبکہ اس نافرمان کی عمر میں سے تیس سال باقی رہ گئے ہیں۔ اس نبی نے اس بادشاہ کی رعیت اور دوسرے بادشاہ کی رعیت کو آگاہ کر دیا۔ اس خبر نے عادل کی رعیت کو غمگین کر دیا اور ظالم کی رعیت کو خوش کر دیا۔ انہوں نے ماؤں اور بچوں کو علیحدہ کر دیا، کھانا پینا چھوڑ دیا۔ وہ صحراء کی طرف نکل گئے تاکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عادل حاکم سے ساتھ لطف اندوز کرے اور ان سے ظالم کو دور کرے۔ وہ تین دن تک اسی طرح رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ اس نیک کی عمر اس ظالم کو دے دی اور اس ظالم کی باقی ماندہ عمر اس نیک بادشاہ کو دے دی۔ وہ گھروں کی طرف لوٹ آئے اور تین سال مکمل ہونے کے بعد وہ نافرمان مر گیا اور عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (1)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 387، مکتبۃ العربیۃ بغداد

marfat.com
Marfat.com

وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ وَ مِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

"اور یکساں نہیں ہو سکتے پانی کے دو ذخیرے۔ یہ (ایک) میٹھا ہے بہت شیریں اس کا پینا بڑا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) سخت نمکین، کھاری تلخ۔ اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو تر و تازہ گوشت اور نکالتے ہو زینت کا سامان، جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو پانی میں کہ اسے چیرتی، شور مچاتی چلی جا رہی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اسکے فضل کو اور (یہ سب نوازشات اس لیے) تاکہ تم شکر ادا کرو۔ وہ داخل کرتا ہے (کبھی) رات (کے ایک حصہ کو) دن میں اور (کبھی) داخل کرتا ہے دن (کے ایک حصہ) کو رات میں، اور اس نے پابند حکم کر دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی ساری بادشاہی ہے اور وہ (بت) جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں"۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانی پیتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔ اس اللہ کی حمد جس نے اپنی رحمت کے ساتھ اس پانی کو میٹھا بنایا اور ہمارے گناہوں کے باعث نمکین کھاری نہیں بنایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُجَاجٌ سے مراد کڑوا ہے۔ دونوں قسم کے سمندروں سے تازہ گوشت کھاتے ہو حِلْيَةً سے مراد موتی ہے، وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ کشتیوں کو آتے جاتے دیکھتے ہو جبکہ ہوا ایک ہی ہوتی ہے۔ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ کہا رات کی کمی دن کی زیادتی میں ہے اور دن کی کمی رات کی زیادتی میں ہے۔ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى موت مسلم ہے، اس کی ایسی حد ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی اور اس سے کم بھی نہیں ہوتی۔ اسی رب نے اسے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سنان بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 115 (4479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 48-146، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا دونوں سمندر ہیں جس سے بھی تو وضو کرے۔ تجھے کچھ نقصان نہیں دے گا۔ سمندر کا پانی ہو اور فرات کا پانی ہو۔(1)

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَحْمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلی اور حِلْيَةً سے مراد کھاری سمندر سے موتی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قِطْمِيرٍ سے مراد چھلکا ہے۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں وہ جلد جو گٹھلی کی پشت پر ہوتی ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا مجھے قِطْمِيرٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا وہ سفید جلد جو گٹھلی پر ہوتی ہے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَمْ اَنَلْ مِنْهُمْ بَسْطًا وَّلَا زُبْدًا وَلَا فُوفَةً وَّلَا قِطْمِيْرًا

"میں نے ان سے بستر، داد و دہش، چھان اور کھجور کی گٹھلی کی سفید جھلی بھی نہیں پائی"۔

عبد بن حمید نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قِطْمِيرٍ سے مراد وہ سفید پردہ ہے جو گٹھلی اور کھجور کے درمیان ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قِطْمِيرٍ کا معنی گٹھلی کا لفافہ نقل کیا ہے جیسے پیاز کا چھلکا ہوتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ضحاک سے قِطْمِيرٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کھجور کا سرا یعنی قمع (ڈنڈی) ہے۔(4)

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾

"اگر تم انہیں پکارو تو نہ سن سکیں گے تمہاری پکار اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت (صاف) انکار کر دیں گے تمہارے شرک کا اور (حقیقت حال سے) تجھے کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدائے خبیر کی مانند۔ اے لوگو! تم سب محتاج ہو اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے سب خوبیوں سراہا۔ اگر اس کی مرضی ہو تو تم سب کو ناپید کر دے اور لے آئے ایک نئی مخلوق۔ اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر قطعاً دشوار نہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من رخص فی الوضوء من ماء البحر، جلد 1، صفحہ 121 (1382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 149

marfat.com
Marfat.com

انہوں نے یہ تم سے یہ قبول نہیں کیا۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ یعنی وہ اس پر راضی نہیں ہونگے اور اس کا اقرار نہیں کریں گے۔ خَبِيْرٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ ہی باخبر ہے، یہ قیامت کے روز ان کے معاملہ سے ہوگا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھم ضمیر سے مراد معبود ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا نہیں سنتے اور عبادت کرنے والے کی عبادت کو نہیں سنتے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ معبودان باطلہ ہیں۔ اگر وہ تمہاری سن لیتے تو بھلائی کے ساتھ جواب نہ دیتے۔ بِشِرْكِكُمْ سے مراد تمہاری عبادت یعنی قیامت کے روز وہ اس بات کا بھی انکار کردیں گے کہ تم ان کی عبادت کرتے رہے ہو۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾

"اور بوجھ نہیں اٹھائے گا کوئی گنہگار کسی دوسرے کا بوجھ اور اگر بلائے گا پشت پر بوجھ اٹھانے والا (کسی کو) اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے تو نہ اٹھائی جاسکے گی اسکے بوجھ سے کوئی شے اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ آپ صرف ان کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے سو وہ اپنی بھلائی کے لئے ہی اختیار کرتا ہے اور (یاد رکھو آخرکار) اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا اور نہ (یکساں ہیں) اندھیرے اور نور اور نہ (یکساں ہے) سایہ اور تیز دھوپ اور نہ ایک جیسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 50-149، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہیں زندے اور مردے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے اور آپ نہیں ہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں۔ نہیں ہیں آپ مگر بروقت ڈرانے والے۔ ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا۔ اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کوئی تعجب نہیں) بیشک جھٹلاتے رہے جو ان سے پہلے تھے، تشریف لائے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں، آسمانی صحیفے اور نورانی کتاب لے کر پھر۔ (جب ان کی سرکشی کی حد ہوگئی) تو میں نے پکڑ لیا کفار کو۔ پس (ساری دنیا جانتی ہے) میرا عذاب کیسا تھا"۔

امام احمد، امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: جنایت کرنے والے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ والد کی جنایت کا اثر اس کی اولاد پر نہ ہوگا اور بچے کی جنایت کا اثر والد پر نہ ہوگا۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ نے میرے والد سے کہا تیرا بیٹا یہ ہے۔ عرض کی جی ہاں رب کعبہ کی قسم! فرمایا خبردار! اس کی جنایت کا اثر تجھ پر نہیں ہوگا اور تیری جنایت کا وبال اس پر نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو تلاوت کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اگر گناہگار کسی قریبی یا غیر قریبی کو بلائے گا تو اس کی خطاؤں میں سے کوئی بھی چیز نہیں اٹھائی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ اسی آیت وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کی طرح ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ یہ اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کرتا تھا۔ قیامت کے روز کافر مومن کے ساتھ چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے مومن! میرا تجھ پر احسان ہے تو پہچانتا ہے کہ میں دنیا میں کیسا تھا۔ آج مجھے تیری ضرورت ہے، مومن لگاتار اپنے رب سے سفارش کرے گا یہاں تک کہ کافر کو جہنم کے ایک درجہ کو کم کردیا جائیگا جبکہ وہ جہنم میں ہی رہے گا۔ والد اپنے بچے سے چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے بیٹے! میں تیرا کیسا والد تھا؟ وہ تعریف کرے گا۔ وہ باپ کہے گا اے بیٹے! مجھے تیری نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکیوں کی ضرورت ہے جس کے ساتھ میں نجات پا جاؤں گا جیسا تجھے علم ہے۔ اس کا بیٹا کہے گا: اے میرے باپ! تو نے کتنی تھوڑی چیز کا مطالبہ کیا لیکن میں تجھے کوئی چیز دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں بھی اسی طرح ڈرتا ہوں جیسے تو ڈرتا ہے۔ میں تجھے کوئی چیز عطا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر وہ اپنی بیوی سے چمٹ جائے گا۔ وہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 166 (3087)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 151

marfat.com
Marfat.com

کہے گا اے فلانہ! میں تیرا کیسا خاوند تھا؟ وہ عورت اس کی تعریف کرے گی وہ خاوند اپنی بیوی کو کہے گا۔ میں تجھ سے ایک نیکی کا مطالبہ کر رہا ہوں جو تو مجھے ہبہ کر دے۔ شاید میں اس مصیبت سے نجات پا جاؤں جس میں تو مجھے دیکھ رہی ہے۔ وہ عورت کہے گی تو نے کتنی تھوڑی چیز مانگی ہے لیکن میں تجھے کوئی چیز نہیں دے سکتی۔ میں بھی اسی طرح ڈرتی ہوں جیسے تو ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ (لقمان: 33) اور اسی طرح یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ (عبس)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ گناہ گار گناہ اٹھانے کے لیے بلائے گا۔ اگرچہ وہ قریبی ہو تو وہ اس کے گناہوں میں سے کوئی چیز نہیں اٹھائے گا بلکہ اور اس پر اپنے گناہ لادنے کی کوشش کرے گا۔ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وہ جہنم اور حساب سے ڈرتے ہیں اور جو آدمی نیک عمل کرتا ہے وہ بھی اپنے لیے کرتا ہے۔ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوق کو بعض پر فضیلت دی ہے، مومن زندہ اثر والا، زندہ بصر والا، زندہ نیت والا اور زندہ عمل والا، ہے کافر مردہ اثر والا، مردہ نظر والا، مردہ دل والا اور مردہ عمل والا ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن کی بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح کافر اور مومن برابر نہیں ہو سکتے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَعْمٰى اور الْبَصِیْرُ سے مراد کافر اور مومن ہے۔ الظُّلُمٰتُ سے مراد کفر ہے۔ النُّوْرُ سے مراد ایمان ہے الظِّلُّ سے مراد جنت ہے الْحَرُوْرُ سے مراد آگ ہے الْاَحْیَآءُ سے مراد مومن اور الْاَمْوَاتُ سے مراد کافر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دیتا ہے جس چاہتا ہے۔

امام ابو سہل سدی بن سہل جندیسابوری خامس رحمہ اللہ نے اپنی حدیث میں حضرت عبد القدوس رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم: 52) اور وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے مقتولوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں اے فلاں بن فلاں! اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے حق پایا کیا تو نے اپنے رب کا انکار نہیں کیا تھا؟ کیا تو نے اپنے نبی کو نہیں جھٹلایا تھا؟ کیا تو نے قطع رحمی نہیں کی تھی؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم جو کہتے ہیں یہ انہیں سنتے ہیں؟ فرمایا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم: 52) وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کفار کی بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ کا قول نہیں سنتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53-151، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 69 (2441)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اسی طرح کافر نہیں سنتا اور جو سنتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اس ارشاد کے بارے میں وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر امت کا ایک رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے بارے میں کہا اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو صبر دلا رہا ہے نَكِيْرِ کا معنی شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کا عذاب ان کے لیے جلدی لایا پھر انہیں جہنم کی طرف لے جائے گا۔(1)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝

”کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اتارتا ہے آسمان سے پانی پس ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں سے بھی رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ مختلف رنگوں میں (کوئی شوخ کوئی مدھم) اور بعض حصے سخت سیاہ اور انسانوں، چارپایوں اور جانوروں کے رنگ بھی اسی طرح جدا جدا ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بہت بخشنے والا ہے“۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: سرخ اور زرد اور پہاڑ بھی سرخ ہیں۔ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ یعنی اس کا رنگ اسی طرح مختلف ہے جس طرح ان پہاڑوں کے رنگ، لوگوں، جانوروں اور چارپاؤں کے رنگ مختلف ہیں اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یہ بات کہی جاتی تھی ڈرنے کے لیے علم کافی ہوتا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: سفید، سرخ اور سیاہ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جُدَدٌۢ بِيْضٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے سفید نشانات یعنی رنگ۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کیا آپ کا رب بھی رنگ کرتا ہے؟ فرمایا ہاں ایسا رنگ جو کم نہیں ہوتا سرخ، زرد اور سفید۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان جدد کے بارے میں بتائیے فرمایا نشانات، سفید نشان اور سبز نشان۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54-153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 56-155

marfat.com
Marfat.com

قَدْ غَادَرَ السَّبُعُ فِيْ صَفُحَاتِهَا جُدَدًا　كَأَنَّهَا طُرُقٌ لَاحَتْ عَلٰى أُكُمِ

''درندوں نے اپنے چہروں میں کئی نشانوں کا دھوکہ دیا ہے: گویا وہ ایسے راستے ہیں جو ٹیلوں پر ظاہر ہوتے ہیں''۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جُدَدٌۢ بِيْضٌ سے مراد سفید نشانات اور غَرَابِيْبُ سُوْدٌ سے مراد سیاہ پہاڑ ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ سے مراد سخت سیاہ ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان سے کچھ سرخ، سفید، سبز اور اسی طرح لوگوں کے رنگ بھی مختلف ہیں، سرخ، سیاہ اور سفید اسی طرح جانور اور چوپائے بھی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: پہاڑوں میں سفید اور سرخ نشانات ہیں اور سیاہ پہاڑ ہیں۔ اسی طرح لوگ، جاندار اور چوپائے مختلف ہیں جس طرح پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں۔ پھر فرمایا اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔ ان سے قبل جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی کوئی فضیلت نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس کے مختلف راستے ہیں۔ جس طرح ان کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح لوگوں، جانداروں اور چوپاؤں کے رنگ مختلف ہیں۔ جس طرح یہ جانور مختلف ہیں اسیطرح لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ سے ڈرنے ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں لوگ اسی طرح مختلف ہیں جیسے رنگوں میں مختلف ہیں۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں الْعُلَمٰٓؤُا سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: علم، حدیث کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت یحی بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے وہی زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سفیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو حیان تیمی رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 70 (2442)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 156

marfat.com
Marfat.com

روایت نقل کرتے ہیں کہ علماء تین طرح کے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات کو جاننے والے، اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والے اور اللہ تعالیٰ کو جاننے والے مگر اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والے مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے امر کو جانتا ہے وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور حدود و فرائض کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے حدود و فرائض کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والا مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو حدود و فرائض کو جانتا ہے اور اللہ سے نہیں ڈرتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علم، روایت کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ علم نور ہے جسے اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ایماندار وہ ہے جو بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے رغبت دلائی ہے ان میں رغبت کرے اور جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ان سے دور رہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ ایک آدمی کے لئے اتنی جہالت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر فخر کا اظہار کرے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، عبد بن حمید اور طبرانی رحہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اتنا علم ہی کافی ہے، انسان کا اپنے عمل سے دھوکہ کھانا، اتنی جہالت ہی کافی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فقیہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما الہ نے زہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یوں التجاء کی: اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، تو اپنے عرش پر متمکن ہے، تو نے اپنی خشیت اس پر لازم کر دی ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے تیری مخلوقات میں سے تیرے زیادہ قریب وہ ہے جو تجھ سے زیادہ ڈرنے والا ہے، وہ عالم نہیں جو تجھ سے نہ ڈرے اور اس میں کوئی دانائی نہیں جو تیری اطاعت نہ کرے۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ علم، روایت کی زیادتی کے ساتھ نہیں بلکہ علم تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور حاکم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں: ایک علم دل میں ہے، وہ نفع دینے والا علم ہے۔ ایک علم وہ ہے جو زبان پر ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر دلیل ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کے لیے اتنا علم ہی کافی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 104 (34532)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 215 (35452)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 67 (34246)
4۔ کتاب الزہد، صفحہ 198، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 139 (34799)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حامل قرآن کے لیے مناسب یہ ہے کہ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو وہ شب بیداری سے پہچانا جائے۔ جب لوگ روزہ افطار کیے ہوئے ہوں تو وہ روزے سے پہچانا جائے۔ جب لوگ خوش ہوں تو وہ حزن سے پہچانا جائے۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ رونے سے پہچانا جائے۔ جب لوگ گپیں لگا رہے ہوں تو وہ خاموشی سے پہچانا جائے۔ جب لوگ تکبر کر رہے ہوں تو وہ عاجزی سے پہچانا جائے۔ حامل قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ شور کرنے والا، چیخنے والا اور تیز طبیعت کا ہو۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں عکرمہ کے ساتھ آیا جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی راہنمائی کر رہا تھا جب کہ آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی یہاں تک کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو وہاں ایک قوم تھی جو باب بنی شیبہ کے پاس اپنے حلقہ میں جھگڑ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے اس جھگڑے اور شور غل والے حلقے کی طرف لے جاؤ۔ میں آپ کو لے گیا یہاں تک کہ آپ ان تک پہنچے۔ آپ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے پاس بیٹھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے اپنے نسب بتاؤ تا کہ میں تمہیں پہچان لوں۔ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے خوف نے خاموش کر دیا جب کہ وہ کلام سے عاجز اور گونگے نہیں تھے بلکہ فصحاء، نطقاء، نبلاء اور اللہ کے ایام کے عالم تھے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کیا جس کی وجہ سے ان کی عقلیں بے بس ہو گئیں، ان کے دل ٹوٹ گئے اور ان کی زبانیں بولنے سے رہ گئیں۔ جب وہ ان کیفیات سے سنبھلے تو انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کی طرف جلدی کی۔ تمہارا ان سے کیا تعلق؟ پھر آپ واپس مڑ گئے۔ اس کے بعد وہاں دو آدمی بھی بیٹھے نہ دکھائی دیے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اسی کتاب میں حضرت سعید بن مسیب سیر رحمہ اللہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے دس باتیں لوگوں سے اپنی طرف سے کہیں جو سب کی سب حکمت کی باتیں ہیں۔ جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کے بارے میں تو نے اگر اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی اطاعت کی ہے تو تو نے اسے سزا نہیں دی۔ اپنے بھائی کے معاملہ کی اچھی تعبیر کر یہاں تک کہ اس کی طرف سے ایسا فعل صادر ہو جو تجھ پر غالب آجائے۔ وہ بات جو کسی مسلمان کے منہ سے نکلی ہے اسے برائی پر محمول نہ کر جب تک تو اس کے لیے اچھا محل پاتا ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کو تہمت کے لیے پیش کرتا ہے تو جو آدمی اس کے بارے میں سوئے ظن رکھتا ہے اس پر ملامت نہ کر۔ جو آدمی اپنا راز چھپائے رکھتا ہے تو بھلائی اس کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ ان کے پڑوس میں زندگی بسر کرو کیونکہ وہ لوگ خوشحالی میں زینت اور مصیبت کے وقت سہارا ہوتے ہیں۔ سچ کو لازم پکڑو اگرچہ وہ تمہیں قتل کر دے۔ ایسے کام کی طرف توجہ نہ کرو جو بے فائدہ ہو۔ جو چیز نہ ہو اس کے بارے میں سوال نہ کر کیونکہ جو چیز موجود ہے اس میں مشغولیت ہے نہ کہ جو چیز موجود نہیں۔ اس سے اپنی ضرورت کو طلب نہ کر جو اس کا پانا تیرے لیے پسند نہیں کرتا۔ جھوٹی قسم اٹھانے میں سستی نہ کر کیونکہ جھوٹی قسم تجھے ہلاک کر دے گی۔ بدکاروں کی سنگت اختیار نہ کر تا کہ ان کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 231 (35584)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

فسق و فجور کو جانے۔ اپنے دشمن سے دور رہ، اپنے دوست سے بھی محتاط رہ مگر جو امین ہو۔ امین وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ قبروں کے پاس خشوع و خضوع کا اظہار کر۔ طاعت کے وقت عاجزی کر اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے عصمت کو طلب کر۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان سے مشورہ طلب کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عالم اور عابد کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ ترین آدمی پر ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمان والے، زمین والے اور سمندر میں مچھلیاں اس آدمی کی خیر چاہتی ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾

"بے شک جو (غور و تدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز داری سے اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے۔ بیشک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ اور جو کتاب بذریعہ وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے وہی سراسر حق ہے۔ وہ تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سارے احوال سے باخبر ہے (اور) دیکھنے والا ہے"۔

امام عبدالغنی بن سعید ثقفی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حصین بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی کے بارے میں یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجارۃ سے مراد جنت ہے اور لن تبور سے مراد جو ہلاک نہ ہوگی۔ کہا لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ (ق) ہے۔ وہ ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے لَّنْ تَبُوْرَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ ہلاک نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے۔ یہ قراء کے بارے میں آیت ہے۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ
وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ
مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ
اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۙ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ
الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾

''پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنھیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے۔یہی (اللہ تعالیٰ کا) بہت بڑا فضل (وکرم) ہے۔سدا بہار باغات! یہ ان میں داخل ہوں گے پہنائے جائیں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔(شکر نعمت کے طور پر) کہیں گے سب ستائشیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دور کر دیا ہم سے غم (واندوہ) یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔جس نے ہمیں بسایا ہے ابدی ٹھکانے پر اپنے فضل (واحسان) سے، نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تکلیف اور نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تھکن۔اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے۔نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکر گزار کو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام نازل شدہ کتابوں کا وارث بنایا ہے، ان کے ظالم کو بخش دیا جائے گا، ان کے معتدل سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان میں سے سبقت لے جانے والا جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔(1)

طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم،

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا کو تلاوت نقل کیا پھر فرمایا یہ سب ایک مرتبہ پر فائز ہیں اور سب جنت میں ہونگے۔(1)

امام فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا جو سابقین ہیں وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہونگے۔ جو درمیانے ہیں ان سے آسان حساب کیا جائے گا۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ طویل وقت تک حشر کے میدان میں روکے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ بیہقی نے کہا اکثر روایات اسی معنی میں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی اصل موجود ہے۔(2)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، حاکم اور مردویہ نے عقبہ بن صہبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ کے بارے میں بتایئے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا جو سابقین ہیں وہ تو حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں چلے گئے۔ ان کے حق میں جنت کی شہادت ہے جو معتقد ہیں جس نے ان کے امر کی اتباع کی، ان کے اعمال جیسے اعمال کیے یہاں تک کہ ان کے ساتھ جا ملے۔ جہاں تک اپنی جان پر ظلم کرنے والوں کا تعلق ہے وہ میری اور تیری مثل لوگ ہیں اور وہ جنہوں نے ہماری پیروی کی سب جنت میں ہیں۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب اسی امت کے افراد ہیں اور سب جنت میں ہوں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا میری امت کو تین حصوں میں برابر تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تہائی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ ایک تہائی سے نرم حساب لیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک تہائی سے چھان بین ہوگی اور ان پر غم مسلط ہوگا۔ پھر فرشتے آئیں گے۔ وہ کہیں گے ہم نے انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کہتے ہوئے پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کہنے کی وجہ سے جنت میں داخل کر دو اور ان کے گناہ کفار پر ڈال دو۔ یہی اہل تکذیب ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت:13) ملائکہ نے جو ذکر کیا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا اللہ تعالیٰ نے ان کی تین قسمیں بنائی ہیں۔ ان میں ایک وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی چھان بین ہوگی اور انہیں غم میں مبتلا کیا جائے گا۔ ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو مقتصد ہیں، ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ان میں سے تیسرے وہ ہیں جو سابقین ہیں۔ یہ افراد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 76 (3225)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 162
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 17-216 (11293)، دار الفکر بیروت

marfat.com
Marfat.com

حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے، ان میں کوئی تفریق نہ کی جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے روز ان کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک ثلث جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ ایک تہائی سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ایک تہائی سے اس کے گناہوں کا حساب ہوگا۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان لوگوں کو میری وسیع رحمت میں داخل کرو۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ جب اس آیت سے استدلال فرماتے تو کہتے بے شک ہم میں سے سبقت لے جانے والا سبقت لے جانے والا ہے۔ ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بھی بخشا ہوا ہے۔

امام عقیلی، ابن لال، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا سابق سبقت لے جانے والا ہے، ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا ہوا ہے۔ پھر حضرت عمر نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمارا سابق سبقت لے جانے والا ہے، ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا ہوا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خیرات کی طرف سبقت لے جانے والا حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ مقتصد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اپنی جاں پر ظلم کرنے والا اور اعراف والے جنت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ داخل ہوں گے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ ہمارے سابقین جہاد والے ہیں، ہمارے مقتصد نجات پانے والے ہیں۔ وہ ہمارے شہروں والے ہیں اور ہمارے ظالم ہمارے دیہاتی ہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں اللہ تعالیٰ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ ان سب کو جنت میں داخل کرے گا۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ سب نجات پانے والے ہیں اور یہ سب اسی امت سے تعلق رکھتے ہیں۔

فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بھی اسی آیت کی طرح ہے جو سورۂ واقعہ میں

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 16-215 (11292)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 158، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 189 (11454)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com

Marfat.com

ہے فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ اور وَالسّٰبِقُوْنَ دو قسمیں نجات پانے والی اور ایک صنف ہلاک ہونے والی ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد کافر اور مُّقْتَصِدٌ سے مراد اصحاب یمین ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ان آیات کی تلاوت لُغُوْبٌ تک کی، پھر کہا رب کعبہ کی قسم! وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں سب جنت میں ہیں۔ کیا تم اس کے بعد والی آیت کو نہیں دیکھتے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ یہ جہنمی ہیں۔ میں نے اس کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا تو انہوں نے فرمایا ان پر سورۂ واقعہ انکار کرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت کا ذکر کیا۔ فرمایا انہوں نے سونے اور چاندی کے کنگن، موتیوں کے تاج پہنے ہوں گے۔ ان پر پے در پے موتیوں اور یاقوت کے پٹکے ہوں گے۔ ان پر بادشاہوں جیسے تاج ہوں گے۔ جرد (بے لباس) مرد (بے ریش) اور سرمہ لگے ہوں گے۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو تین قسموں میں اٹھائے گا ان کا ذکر فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ میں ہے۔ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ جنت میں بلا حساب داخل ہوگا اور مقتصد سے آسان حساب لیا جائے گا اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: پھر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تین حصوں میں تقسیم کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ؕ ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ؕ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ ﴿۱۱﴾ (الواقعہ) وہ بھی اسی کی مثل ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ حضرت عمر سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد کافر ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد منافق ہے مُّقْتَصِدٌ سے مراد صاحب یمین ہے۔ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ سے مراد مقرب ہے۔ قتادہ نے کہا لوگوں کی موت کے وقت تین قسمیں ہوں گی، دنیا میں تین حیثیتیں ہوں گی اور آخرت میں بھی تین منازل ہوں گی۔ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے وہ مومن، منافق اور مشرک ہے۔ جہاں تک موت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ (الواقعہ) وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ (الواقعہ) وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ (الواقعہ) جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو ان کی تین جماعتیں ہوں گی: فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾۔ (3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد منافق ہے جو

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 466 (8774)، دار الباز

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 160

marfat.com
Marfat.com

جہنم میں گرے گا۔ مُّقْتَصِدٌ اور سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ جنت میں جائیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سب کے سب صالح لوگ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا بنی اسرائیل کے علماء مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں ایسی امت میں داخل ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔ پھر انہیں جمع کر دیا۔ پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا کہا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: علماء کی تین قسمیں ہیں: اپنی ذات اور غیر کو جاننے والا۔ یہ سب سے افضل اور بہترین ہے۔ ان میں سے دوسرا وہ ہے جو اپنی ذات کو جاننے والا ہے۔ تو وہ اچھا ہے۔ تیسرا وہ ہے جو نہ اپنی ذات کو اور نہ ہی غیر کو جانتا ہے، تو یہ ان سب سے برا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ قیامت کے روز اس امت کو کئی قسموں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ان میں ایک قسم بغیر حساب کے جنت داخل ہوگی۔ دوسری قسم وہ ہوگی جن سے اللہ تعالیٰ آسان حساب لے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ تیسری قسم وہ ہوگی جنہیں روکا جائے گا اور ان سے اللہ تعالیٰ لے گا جو چاہے گا۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگزر پہنچے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا کی یہ تفسیر کی رب کعبہ کی قسم! وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کی خبر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورۂ واقعہ ان پر اس کا انکار کرتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت کعب نے جواب دیا سب نجات پائیں گے۔ پھر رب کعبہ کی قسم! ان کے کندھے رگڑے جائیں گے۔ پھر ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں افضلیت دی جائے گی۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس امت کو تین ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے بخش دیے جائیں گے۔ ان کے مقتصد جنتوں میں ہوں گے اور ان میں سے سبقت لے جانے والے اعلیٰ مکان میں ہوں گے۔ (3)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد بائیں ہاتھ والے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 199 (35320)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

ہیں۔ مُقْتَصِدٌ سے مراد دائیں ہاتھ والے ہیں سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ سے مراد تمام لوگوں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ اللہ کی نعمت ہے۔

امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا کی تلاوت کی۔ فرمایا ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان تاجوں میں سے کم سے کم مرتبہ کا وہ موتی ہوگا جو مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کر دے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو وہ کہیں گے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور مخفی اور اعلانیہ حالت میں اپنے رب کی عبادت میں کوشش کیا کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں ان گناہوں کا حزن ہوگا جو گناہ ان سے پہلے ہوئے۔ انہیں ڈر ہوگا ان سے جو گناہ پہلے سرزد ہو چکے ہیں ان کی وجہ سے ان کی یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔ تو وہ اس وقت کہیں گے ہماری بخشش عظیم ہے اور ہمارے اعمال کی طرف سے نعمتوں پر جو شکر ہوا وہ قلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد جہنم کا غم ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو وہ عمل کیا کرتے تھے اس کا حزن مراد ہے۔(4)

امام حاکم، ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مہاجرین ہی سابقون ہیں۔ وہ اپنے رب کی محبت پر بہت اعتبار کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یہ قیامت کے روز آئیں گے جبکہ ان کے کندھوں پر اسلحہ ہو گا۔ وہ جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔ جنت کے داروغے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ تو یہ کہیں گے ہم مہاجر ہیں۔ داروغے کہیں گے کیا تم سے حساب لیا گیا؟ وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! کیا اس کا ہم سے حساب لیا جائے گا؟ ہم نکلے۔ ہم نے خاندان، مال اور اولاد چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ ان کے سونے کے پر بنا دے گا جنہیں زبرجد سے اور یاقوت سے آراستہ کیا گیا ہوگا۔ وہ اڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ان کے مکانات دنیا میں ان کے مکانات سے زیادہ نمایاں ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 463 (3594)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 163، 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 164
5۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 451 (5704)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ان کا حزن یہی حزن ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد بھوک ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد دنیا میں روٹی کی طلب ہے۔ ہم اس کا اہتمام نہیں کرتے جتنا اہتمام دنیا میں دوپہر اور شام کے کھانے کا کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو غمگین ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ جنتیوں سے خارج نہ ہو کیونکہ جنتیوں کا تو یہ قول ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اور جو ڈرتا ہے اسے چاہیے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ جنتیوں سے خارج نہ ہو کیونکہ جنتیوں کا یہ کہنا ہے قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ (الطور)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت شمر بن عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں الْحَزَنَ سے مراد کھانے کا غم ہے۔ جو گناہ انہوں نے کیے اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ بخش دیے اور ان کی وہ نیکیاں قبول کر لیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کی تھی۔ انہوں نے اس پر عمل کیا اور اس پر بدلہ عطا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابورافع سے روایت نقل کی ہے: جس روز قیامت ہوگی اس دن بندے کے تین دیوان ہوں گے۔ ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا۔ دوسرے دیوان میں اس کے گناہوں کا ذکر ہوگا اور تیسرے دیوان میں اس کی نیکیوں کا ذکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جو سب سے چھوٹی نعمت کی ہوگی اسے کہا جائے گا اٹھ اور اس کی نیکیوں میں سے اپنا حصہ پورا کر لے۔ وہ اٹھے گی تو وہ ایک نعمت اس کی تمام نیکیوں کو حاصل کرنا چاہے گی۔ اس پر کی جانے والیاں باقی نعمتیں اور سارے گناہ باقی ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا تو اس وقت وہ کہے گا اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے۔ پھر وہ جنت میں مقیم ہوں گے وہ نہ خود وہاں سے نکلیں گے اور نہ انہیں نکالا جائے گا۔ یہ قوم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تھکتی تھی۔ یہ ایسی قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے وقت کے لیے مشقت میں ڈالا۔ پھر زیادہ وقت کے لیے راحت میں رکھا تو ان کے لیے مبارک ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ نیند ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں قرار عطا کرتا ہے، کیا جنت میں بھی نیند ہوگی؟ فرمایا نہیں نیند موت کی ساتھی ہے جبکہ جنت میں موت نہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ پھر ان کی راحت کیسے ہوگی؟ نبی کریم ﷺ نے اس سوال کو ناگوار جانا اور کہا اس میں کوئی تھکاوٹ نہ ہوگی۔ ان کا تمام امر راحت ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65-164، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصب کا معنی درد ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لُغُوْبٌ کا معنی تھکاوٹ نقل کیا ہے۔(2)

وَ هُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

”اور وہ اس میں چیختے چلاتے ہوں گے (فریاد کریں گے) اے ہمارے رب! (ایک بار) ہمیں یہاں سے نکال۔ ہم بڑے نیک کام کریں گے۔ ایسے نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے۔ (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں (بآسانی) نصیحت قبول کرسکتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا اور تشریف لے آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا (تم نے اس کی بات نہ مانی) پس اب (اپنے کیے کا) مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر چھپی ہوئی چیز کو۔ یقیناً وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو“۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ هُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا کا معنی ہے وہ اس میں مدد طلب کرتے ہوں گے۔

عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ، حاکم، جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال عمر عطا نہیں کی۔(3)

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے سنن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو پوچھا جائے گا ساٹھ سال کی عمر کے لوگ کہاں ہیں؟ یہی وہ عمر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ۔(4)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کا عذر قبول کرے گا جس کی عمر کو اس نے مؤخر کردیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کا ہوگیا۔(5)

امام عبد بن حمید، طبرانی، رویانی نے امثال میں، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 167 4۔ ایضاً

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 464 (3600)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کی عمر ساٹھ سال کی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں عذر قبول فرمالیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ عمر جو اللہ تعالیٰ بندوں کو عطا فرماتا ہے وہ ساٹھ سال ہے۔(2)

امام رامہرمزی رحمہ اللہ نے الامثال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ ساٹھ سال عمر عطا فرمادے تو اس کی عمر میں اللہ تعالیٰ عذر قبول فرمالیتا ہے۔ اس آیت میں اسی کا ارادہ فرمایا۔

امام ترمذی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال کے درمیان ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عمر ساٹھ سال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عمر چھیالیس سال ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں عمر سے مراد چالیس سال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ بات ذہن نشین کر لو کہ عمر کی طوالت حجت ہے۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے کہ عمر کی طوالت کے ساتھ ہمیں عار دلائی جائے کہا یہ آیت نازل ہوئی تو ان میں اٹھارہ سال کے افراد بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ کے بارے میں کہا ان کے خلاف عمر اور رسولوں کے ذریعے دلیل قائم کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ النَّذِيْرُ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ میں نذیر سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ (النجم) (5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے النَّذِيْرُ کا معنی بڑھاپا نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ النَّذِيْرُ سے مراد بڑھاپا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 464 (3601)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی باب الدعاء، جلد 13، صفحہ 58 (3550)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 167، داراحیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 168

marfat.com
Marfat.com

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾

''وہی ہے جس نے تمہیں (گزشتہ قوموں کا) جانشین بنایا زمین میں پس جس نے کفر کیا اس کے کفر کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور نہیں اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر اللہ کی جناب میں بجز ناراضگی کے اور نہ اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر بجز گھاٹے (اور خسران) کے۔ آپ فرمایئے کیا تم نے دیکھے ہیں اپنے شریک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے بھی تو دکھاؤ زمین کا وہ گوشہ جو انہوں نے بنایا ہے یا ان کی کوئی شراکت ہو آسمانوں (کی تخلیق) میں یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہو اور وہ کس کے روشن دلائل پر عمل پیرا ہوں (کچھ بھی نہیں) بلکہ یہ ظالم محض ایک دوسرے کے ساتھ جھوٹے (دلفریب) وعدے کرتے رہتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسی نے تمہیں زمین میں امت کے بعد امت بنایا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اسی نے تمہیں زمین میں ایک امت کے بعد دوسری امت اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کے بارے میں کہا اللہ کی قسم! انہوں نے اس میں سے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ ارشاد باری تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ کے بارے میں کہا اللہ کی قسم ان کا ان میں کوئی حصہ نہیں اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ یا ہم نے انہیں کتاب دی جو انہیں حکم دیتی ہے کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں۔(2)

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو تاکہ وہ اپنی جگہ سے سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرکنے لگیں تو کوئی نہیں روک سکتا انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد۔ بے شک وہ بڑا حلیم (اور) بخشنے والا ہے''۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دار قطنی نے افراد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور خطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 169، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین دن تک جگائے رکھا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بوتلیں دیں۔ ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور اسے حکم دیا کہ ان دونوں کی حفاظت کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سونے لگے اور آپ کے ہاتھ آپس میں ملنے لگے۔ وہ پھر جاگتے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے دور کرتے یہاں تک کہ انہیں مکمل نیند آگئی۔ آپ کے ہاتھ آپس میں ٹکرائے اور دونوں شیشیاں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک مثال بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالیٰ سوجاتا تا تو نہ آسمان باقی بچتے اور نہ زمین۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے عبداللہ بن سلام نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے جبرئیل! کیا تیرا رب سوتا ہے؟ تو حضرت جبرئیل نے کہا اے میرے رب! تیرا بندہ موسیٰ تجھ سے سوال کرتا ہے کیا تو سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! موسیٰ علیہ السلام سے کہو اپنے ہاتھ میں دو بوتلیں پکڑو اور پہاڑ کے اوپر رات کے ابتدائی حصہ سے لے کر صبح تک کھڑے رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر کھڑے ہو گئے اور دو بوتلیں پکڑ لیں۔ آپ نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ جب رات کا آخری حصہ تھا تو آپ کو نیند آگئی۔ دونوں بوتلیں گر گئیں اور ٹوٹ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل! دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے جبرئیل! میرے بندے سے کہو اگر میں سوجاتا تا تو آسمان وزمین اپنی جگہ پر باقی نہ رہتے۔

امام عبد بن حمید اور عبدالرزاق رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے رازدارانہ بات کی کیا رب العزت سوتا ہے؟ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام چار دن اور چار راتیں جاگتے رہے۔ پھر منبر پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور انہیں دو بوتلیں دیں۔ ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اونگھ کو بھیجا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے۔ ان کا ایک ہاتھ دوسرے کے قریب ہوا جبکہ وہ ایک بوتل دوسری پر مارتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور کہا اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ (البقرہ:255)

حضرت عکرمہ نے کہا اونگھ اسی کو کہتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنا سر مارے اور نیند اسے کہتے ہیں جس سے آدمی سوجائے۔

ابوالشیخ العظمہ میں اور بیہقی سعید بن ابی بردہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تیرا رب سوتا ہے؟ فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ دو بوتلیں پکڑو اور انہیں پانی سے بھر لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو آپ کو اونگھ آگئی اور سو گئے تو دونوں بوتلیں آپ کے ہاتھ سے گر گئیں اور دونوں ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی، میں آسمان اور زمین کو اپنی جگہ سے ہلنے سے روکتا ہوں۔ اگر میں سو جاؤں تو دونوں اپنی جگہ پر قائم نہ رہیں۔ حضرت بیہقی نے کہا یہ اس کے زیادہ مشابہ ہے کہ وہ محفوظ ہو۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے کتاب السنۃ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا ہمارا رب سوتا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، سورۂ بقرہ، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو ہیبت والے بادشاہ کے پاس آئے تجھے ڈر ہو کہ وہ تم پر زیادتی کرے گا۔ تو یوں دعا کرنا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے عزت والا ہے، میں جس سے ڈرتا ہوں اور بچتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس پر غالب ہے۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ سات آسمانوں پر زمین پر گرنے سے روکنے والا ہے مگر اسی کے حکم سے اس پر گریں گے، تیرے فلاں بندے، اس کے لشکروں، پیروکاروں اور حمایتیوں کے شر سے جو جنوں اور انسانوں میں سے ہیں۔ اے اللہ! ان کے شر سے مجھے پناہ دینے والا بنادے۔ تیری ثناء عظیم ہے، تیری پناہ غالب ہے، تیرا نام بابرکت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ دعا تین دفعہ کرے''۔(1)

امام ابن سنی رحمہ اللہ عمل یوم ولیلۃ (2) میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، اپنے بستر پر لیٹتا ہے، اس کا فرشتہ اور شیطان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اس کا شیطان کہتا ہے تیرا اختتام شر ہو اور فرشتہ کہتا ہے تیرا اختتام بھلائی پر ہو، اگر وہ اللہ وحدہ کا ذکر کرتا ہے تو فرشتہ شیطان کو دور بھگاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی نیند سے بیدار ہو تو اس کا فرشتہ اور شیطان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ برائی سے آنکھ کھولو اور فرشتہ کہتا ہے بھلائی سے آنکھ کھول۔ اگر وہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اِلَىٰ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حالت نیند میں اسے موت عطا نہیں کی اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۵﴾ (الحج) اگر وہ اپنے بستر سے نکلا پھر وہ مر گیا تو وہ شہید کا مرتبہ پائے گا اور اگر وہ نماز پڑھنے لگا تو اس پر رحمت کی جائے گی۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابو مالک کی سند سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ زمین مچھلی پر قائم ہے۔ زنجیر مچھلی کے کان پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو اپنی جگہ سے ہلنے سے روکے ہوئے ہے۔

عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب کہا کرتے تھے کہ آسمان کلی پر اس طرح گردش کرتا ہے جیسے چکی کلی پر چکر لگاتی ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان نے کہا کعب نے جھوٹ بولا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرجل یخاف السلطان، جلد 6، صفحہ 23 (29177)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ کتاب کا نام ہے (مترجم)

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کعب کہتے ہیں کہ آسمان میخ کے گرد اس طرح گھومتا ہے جس طرح چکی میخ کے گرد گھومتی ہے، ایسے ستون میں جو فرشتے کے کندھے میں ہے۔ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کعب نے جھوٹ بولا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا اس کے اپنی جگہ سے ہلنے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ گردش کرے۔ (1)

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ۬ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

"اور (کفار مکہ) اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ زیادہ ہدایت قبول کریں گے پہلی امتوں سے۔ پس جب آ گیا ان کے پاس ڈرانے والا تو ان کی (حق سے) نفرت اور بڑھ گئی۔ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے زمین میں اور گھناؤنی سازشیں کرنے لگے اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ کیا گیا تھا (اگر یہ بات ہے) تو آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی اور آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تغیر۔ کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ کتنا (دردناک) انجام ہوا ان (سرکشوں) کا جو ان سے پہلے گزر چکے حالانکہ وہ قوت (و طاقت) میں ان سے (کئی گنا) زیادہ تھے اور (سنو) اللہ تعالیٰ ایسا (کمزور) نہیں ہے کہ اسے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز نیچا دکھا سکے۔ وہ ہر بات جانتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

والا، بڑی قدرت والا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ (فوراً) پکڑ لیا کرتا لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ (زندہ) چھوڑتا زمین کی پشت پر کسی جاندار کو لیکن (اس کی سنت یہ ہے) وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک پس جب ان کی میعاد آجائے گی تو بیشک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہلال رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کہا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہم میں نبی مبعوث فرمائے گا تو امتوں میں سے کوئی امت ہم سے بڑھ کر اپنے خالق کی اطاعت کرنے والی، اپنے نبی کی بات سننے والی اور اس کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے والی نہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ (الصافات) لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ (الانعام: 157) وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نذیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ مَكْرَ السَّيِّئِ سے مراد شرک ہے اور سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کی سزا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَقْسَمُوْا سے مراد قریش ہیں۔ الْاُمَمِ سے مراد اہل کتاب ہیں اور مَكْرَ السَّيِّئِ سے مراد شرک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تین کام ایسے ہیں جس نے بھی یہ کیے اس نے نجات نہ پائی یہاں تک کہ وہ انہیں کے ساتھ اترے گا۔ مَكْرَ (شرک، بری تدبیر) بغی (سرکشی اور بغاوت) نکث (وعدہ کو توڑنا) پھر ان آیات کی تلاوت کی۔ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر: 43) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ (یونس: 23) فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح: 10)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوزکریا کوفی رحمہ اللہ سے وہ ایسے آدمی سے جس نے اسے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برے مکر سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کا طلب کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: کیا وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ انہیں بھی ایسا عذاب پہنچے جیسا عذاب ان سے پہلے لوگوں کو پہنچا۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو گم نہیں پائے گی۔

امام فریابی، ابن منذر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کے گناہ کی وجہ سے مہوسرے کو اس کی بل میں عذاب دیتا۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82-181، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 217 (11296)، بیروت

marfat.com
Marfat.com